صوتیات اور فونیمیات کے انگریزی مصادر و منابع

English Sources of Phonetics and Phonology

[i] محمد عثمان [ii] ڈاکٹر محمد فخر الحق نوری

Abstract:

Phonetics deals with speech sounds while phonology concerns with different patterns of sounds within a language or among different languages. This article deals with the research and critical study of English sources of modern Urdu phonetics and phonology. It is evident that modern Urdu phonetics and phonology are influenced by their respective fields of modern English linguistics. Those English sources of modern Urdu phonetics and phonology have been discussed in this article. Besides other general English linguistic sources, some major English sources of modern Urdu phonetics and phonology are "An Outline of English Phonetics" (1914) and "The Phoneme: its Nature and Use" (1949) by Daniel Jones, whereas, "Phonetics" (1943) and "Phonemics" (1947) by Kenneth Lee Pike. These English sources have been selected with special reference to "Sautyat Aur Phonemiyat" (1994) by Iqtidar Husain Khan.

Keywords: *Phonetics, Phonology, English sources, Phone, Phoneme.*

صوتیات کا تعلق نطقی آوازوں جب کہ فونیمیات کا واسطہ کسی زبان میں پائی جانے والی آوازوں کے سانچوں سے ہوتا ہے۔ اِس مقالے میں جدید اُردو صوتیات اور فونیمیات کے انگریزی مصادر و منابع کا تحقیقی و تنقیدی مطالعہ کیا گیا ہے۔ اُردو میں جدید صوتیات اور فونیمیات کی روایت سے واضح ہے کہ یہ انگریزی سے متاثر ہوئی ہے اور یہاں اُنھی وسائل کا جائزہ پیش کیا گیا ہے۔ دیگر عمومی انگریزی لسانی وسائل کے علاوہ ڈینیل جونز کی "این آوٹ لائن آف انگلش فونیٹکس" (۱۹۱۴ء) اور "دا فونیم: اِٹس نیچر اینڈ یوز" (۱۹۴۹ء) جب کہ کینتھ لی پائک کی "فونیٹکس" (۱۹۴۳ء) اور "فونیمکس" (۱۹۴۷ء) کا شمار جدید اُردو صوتیات اور فونیمیات کے خصوصی انگریزی وسائل میں ہوتا ہے۔ یہاں انگریزی کے اُن مصادر و منابع کا انتخاب دراصل اقتدار حسین خاں کی "صوتیات اور فونیمیات" (۱۹۹۴ء) کے خصوصی تناظر میں کیا گیا۔

کلیدی الفاظ: صوتیات ، فونیمیات ، انگریزی مصادر و منابع ، صوت ، صوتیہ ۔

عرصہ دراز تک لسانیات محض زبان کی تاریخ کے گرد گھومتی رہی ہے۔ روایتی لسانیات کا مرکز زبان کی ابتدا، ارتقا اور قواعد رہے ہیں۔ اِس کے بعد لسانیات نے سائنسی بنیادوں پر ترقی کی، جس کا آغاز یورپ میں انیسویں اور برصغیر میں بیسویں صدی کے اوائل میں ہوا۔ زبان کی سائنسی بنیاد سے مراد زبان اور اُس کی ساخت کا مکمل سائنسی مطالعہ ہے۔ یعنی نظریاتی بنیادوں پر نہ صرف زبان اور اُس کے مختلف پہلوؤں کا مطالعہ کیا گیا، بلکہ لسانی تجربہ گاہیں بھی مکمل سائنسی طریقہ کار کو اپنا کر قائم کی گئیں۔ جب لسانیات کو زبان کی سائنس کے طور پر بیان کیا گیا، تو یہیں سے جدید لسانیات نے جنم لیا۔ زبان میں آوازوں کو مرکزی مقام حاصل ہے۔ کسی زبان کو جاننے کا مطلب اُن آوازوں کو جاننا ہے، جو اُس زبان کو تشکیل دینے میں اہم

[i] اسکالر ، پی ایچ ۔ ڈی (اردو) ، منہاج یونی ورسٹی ، لاہور / پرنسپل ، گورنمنٹ ہائی سکول الھڑ ، سیال کوٹ (Corresponding Author)

[ii] پروفیسر ، شعبہ اُردو/اڈین ، فیکلٹی آف لینگویجز ، منہاج یونی ورسٹی ، لاہور ۔

کردار ادا کرتی ہیں۔ پھر آگے بڑھتے ہوئے زبان میں مخصوص ترتیب یعنی جملوں میں استعمال ہونے والی آوازوں یعنی الفاظ کے مخصوص امتزاج کو جاننا بھی اِس عمل کے لیے ناگزیر ہے۔ لسانیات زبان کی اصل اور اُس کے جوہر کا جائزہ لیتی ہے۔ زبان کی ابتدا، ترقی، اشاعت، دائرۂ کار اور ارتقا جیسے تمام پہلوؤں پر لسانیات میں بحث کی جاتی ہے۔ جدید لسانیات نے روایتی لسانیات کو محض زبان کی تاریخ بیان کرنے سے کہیں وسیع تر کر دیا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جدید لسانیات کے بنیادی مباحث میں زبان سے متعلق وہ تمام عملی سائنسی معاملات شامل ہیں، جن کی لسانی تجربہ گاہ میں تصدیق و توثیق بھی ممکن ہے۔ زبان سے متعلق ایسے بنیادی و اولین مباحث میں آوازوں کی بنیادی اکائیاں، صوتیوں کا نظام، الفاظ کی تشکیل، جملوں کی بناوٹ، معنی کا سفر، صرفیوں کا نظام اور متن کے مختلف تناظر شامل ہیں۔ اِس کے علاوہ جدید لسانیات کی وسعت کا اندازہ اِس بات سے بخوبی لگایا جاسکتا ہے کہ اِس نے مختلف علوم پر بھی اپنے اثرات مرتسم کیے ہیں۔ دیگر سائنسی اور سماجی علوم کی طرح جدید لسانیات کو بھی سائنسی وجوہات کی بنا پر مختلف شاخوں میں تقسیم کیا گیا ہے۔ صوتیات (Phonetics)، فونیمیات (Phonology)، صرفیات (Morphology)، نحویات (Syntax)، معنیات (Semantics) اور معنویات یا تداولیات (Pragmatics) جدید سائنسی بنیادوں پر تشکیل پانے والی جدید لسانیات کی شاخوں میں نمایاں حیثیت کی حامل ہیں۔

اُردو ادب میں کئی اصناف انگریزی کے توسط سے شامل ہوئیں۔ اُردو نثر میں مضمون نگاری جب کہ شاعری میں سانیٹ نگاری اِس کی نمایاں مثالیں ہیں۔ دوسری جانب اُردو زبان اور لسانیات پر بھی انگریزی زبان اور لسانیات کے اثرات ملتے ہیں۔ جدید اُردو لسانیات کی روایت کا باضابطہ آغاز اُس وقت ہوا، جب برصغیر کی چند ادبی شخصیات نے سکول آف اورینٹل اینڈ افریکن سٹڈیز، لندن سے لسانیات کی باضابطہ تعلیم حاصل کی اور اُردو لسانیات کے میدان میں لکھنا شروع کیا۔ اُن ادبی شخصیات میں عبدالستار صدیقی اور سید محی الدین قادری زور کے نام اولین حیثیت رکھتے ہیں۔ اُردو لسانیات میں زبان کے حوالے سے پیش کردہ عمومی نظریات، دنیا کی زبانوں کے مختلف خاندان اور اُن کی تقسیم جیسے مباحث کے بیان میں انگریزی ماہرینِ لسانیات اور اُن کے پیش کردہ لسانی تصورات سے بھرپور استفادہ کیا گیا ہے۔ اِسی طرح جدید اُردو لسانیات کے بیش تر مباحث بھی انگریزی سے اخذ کردہ ہیں۔ اُردو لسانیات بالخصوص عملی لسانیات کے میدان

میں جن تصورات اور نظریات کی بنیاد پر جدید لسانی اور لسانیاتی مباحث کو جگہ ملی ہے، اُن میں سے بیش تر انگریزی مآخذ رکھتے ہیں۔ جدید اُردو لسانیات کے شعبے میں ہونے والی تحقیق میں معاملہ چاہے نظریہ سازی کا ہو، یا پھر مختلف لسانیاتی مباحث کی تفہیم اور تنقید کا، اُردو ماہرینِ لسانیات کے یہاں بعض صورتوں میں حوالوں کے ساتھ انگریزی لسانیات سے استفادہ جب کہ کئی ایک صورتوں میں بغیر حوالوں کے انگریزی میں موجود لسانیاتی مباحث کی محض اُردو میں توضیحات ملتی ہیں۔ اِس مقالہ میں جدید اُردو لسانیات کو صوتیات اور فونیمیات کے خصوصی تناظر میں یوں پیش کیا گیا ہے کہ اُن کے انگریزی مصادر و منابع کا تحقیقی و تنقیدی جائزہ ممکن ہو سکے۔ یہاں پہلے صوتیات اور فونیمیات کا تعارف اِس انداز سے پیش کیا گیا ہے کہ اُن کے مابین فرق واضح کیا جا سکے۔

جدید لسانیات کا وہ شعبہ جو تقریر کے عمل میں شامل تمام انسانی آوازوں (Speech Sounds) کا مطالعہ کرتا ہے، اسے صوتیات کہتے ہیں۔ ایڈورڈ فنیگن (Edward Finnegan) کے نزدیک صوتیات اُن آوازوں کے مطالعے کا نام ہے، جو انسانی زبانوں کی تشکیل میں حصہ لیتی ہیں۔[۱] صوتیات انسانی آواز کی نوعیت، پیداوار، ساخت، ادراک اور جسمانی خصوصیات کا مطالعہ کرتی ہے۔ یہ آوازیں کسی بھی زبان کی تشکیل میں کلیدی کردار ادا کرتی ہیں۔ صوتیات میں انسانی آوازوں کی منظّم گروپ بندی کا مطالعہ کیا جاتا ہے اور یہاں صوتیات کا عملی استعمال کیا جاتا ہے۔ تمام معنی خیز آوازوں کا مطالعہ صوتیات میں کیا جاتا ہے، جہاں ہر لفظ کا تفصیل سے مطالعہ کیا جاتا ہے۔ اِس صورت میں، آواز کی پیداوار کو مکمل طور پر سمجھنے کے لیے تقریر کے حصوں کو جاننا بہت ضروری ہے۔ تقریر کے اعضا میں ہونٹ، دانت، زبان اور آواز کے تار شامل ہیں۔ آواز کے تار میں میوکس ممبرین کی دو تہیں ہوتی ہیں جو لیرنکس کے پچھلے حصے سے سامنے تک افقی طور پر پھیلی ہوتی ہیں۔ صوتیات کے تین بنیادی پہلوؤں میں ترتیلی صوتیات (Articulatory Phonetics)، سماعتی صوتیات (Acoustic Phonetics) اور سمعی صوتیات (Auditory Phonetics) شامل ہیں۔ آواز کی پیداوار کے عمل میں شامل انسانی نطقی آواز سے متعلق اعضا کا مطالعہ ترتیلی صوتیات میں کیا جاتا ہے اور اُن کا تعلق بولنے والے (Speaker) سے ہوتا ہے۔ مختلف آوازوں کی خصوصیات کا تعین بھی اِسی زمرے آتا ہے۔ آوازوں کی طبعی ترسیل یعنی آواز کی لہروں کا مطالعہ سماعتی صوتیات کہلاتا ہے۔ یہ دراصل آواز کی لہروں کا

بولنے والے سے سننے والی کی طرف منتقل ہونے کا مطالعہ ہے۔ انسانی آوازوں کا سننا اور اُن کا ادراک سمعی صوتیات میں کیا جاتا ہے اور اِس کا تعلق سننے والے (Listener) کے ساتھ ہے۔ صوتیات کا اطلاق فارنسک لسانیات، آوازوں کی شناخت، آوازوں کی تخلیق اور درست تلفظ سیکھنے کے لیے ہوتا ہے۔

اُردو میں صوتیات پر باضابطہ کام کا آغاز سید محی الدین قادری زور کی انگریزی تصنیف Hindustani Phonetics سے ۱۹۳۰ء میں ہوا۔ یہ دراصل سولہ صفحات پر مشتمل ایک مختصر کتابچہ تھا، جو پیرس سے شائع ہوا۔ یہاں اُنھوں نے اُردو کی مختلف اصوات کو تجزیاتی انداز اختیار کرتے ہوئے پیش کیا ہے۔ اُنھوں نے اُردو مصوتوں (Vowels)، دہرے مصوتوں (Diphthongs) اور حروف کی ہکاری اشکال (Aspirated Forms) کو بھی علیحدہ علیحدہ پیش کیا ہے۔ ایسا کرتے ہوئے اُنھوں نے اصوات کی ادائیگی کے مخارج کو ظاہر کرنے کے لیے تالو کے نقشے (Palatogram) کو بھی استعمال کیا ہے۔ اُردو کے کئی ماہرینِ لسانیات نے اپنی تحریروں میں صوتیات کے مختلف موضوعات کو جزوی یا عمومی طور پر جگہ دی ہے۔ اُن ماہرین میں شوکت سبزواری نے 'اُردو زبان کا ارتقا' (۱۹۵۶ء)، 'لسانی مسائل' (۱۹۶۲ء) اور 'اُردو لسانیات' (۱۹۷۵ء) میں، عبدالقادر سروری نے 'زبان اور علمِ زبان' (۱۹۵۶ء) میں، گیان چند جین نے 'عام لسانیات' (۱۹۷۵ء) اور 'لسانی مطالعے' (۱۹۷۹ء) میں، خلیل صدیقی نے "زبان کا ارتقا" (۱۹۷۷ء) میں، مرزا خلیل احمد بیگ نے "زبان، اُسلوب اور اُسلوبیات" (۱۹۸۳ء) میں اور سہیل بخاری نے 'لسانی مقالات (حصہ سوم)' (۱۹۹۱ء) میں جگہ دی ہے۔ دوسری جانب ایسے ماہرینِ لسانیات بھی ہیں، جنھوں نے اُردو صوتیات کے مختلف موضوعات کو اپنی تحریروں میں خاص جگہ دی۔

محی الدین قادری زور کی انگریزی میں ہندوستانی صوتیات کے بعد اُن ماہرین میں مسعود حسین خاں کا انگریزی مقالہ A Phonetic and Phonological Study of Word in Urdu (۱۹۵۴)، جس کا اُردو ترجمہ اُن کے شاگرد مرزا خلیل احمد بیگ نے ۱۹۸۶ء میں 'اُردو لفظ کا صوتیاتی اور تجزیہ صوتیاتی مطالعہ' کے عنوان سے کیا، اولین حیثیت کا حامل ہے۔ علاوہ ازیں ابواللیث صدیقی کی تحریر 'اُردو کا صوتی نظام' (۱۹۶۵ء)، سہیل بخاری کی کتاب 'اُردو زبان کا صوتی نظام اور تقابلی مطالعہ' (۱۹۹۱ء)، اقتدار حسین خاں کی تصنیف 'صوتیات اور فونیمیات' (۱۹۹۴ء)، محبوب عالم خاں کی کتاب 'اُردو کا صوتی نظام' (۱۹۹۷ء) اور نصیر احمد خاں

کی مرتبہ 'اُردو کی صوتی لغت' (۲۰۱۴ء) نمایاں حیثیت کی حامل ہیں۔ یہاں 'صوتیات اور فونیمیات' کے انگریزی مصادر و منابع کا تحقیقی و تنقیدی جائزہ پیش کیا گیا ہے۔

صوتیہ (Phoneme) انسانی آواز کی اکائی ہے، جو کسی زبان کے ایک لفظ کو دوسرے لفظ سے ممتاز کرتا ہے۔ کسی زبان میں صوتیوں کے نظام کا تفصیلی مطالعہ نطقیات کہلاتا ہے۔ فونیم کے مطالعے کی بنا پر اِسے فونیمیات بھی کہتے ہیں۔ اِس کے دوسرے ناموں میں Phonemics اور Phonematics بھی شامل ہیں۔ صوتیوں کے علاوہ اِس میں نہ صرف لفظ کی سطح سے نچلے ڈھانچے کا مکمل لسانی تجزیہ شامل ہوتا ہے، بلکہ زبان کی تمام سطحوں پر ایسی تمام آوازوں کا مطالعہ بھی شامل ہوتا ہے، جو لسانی اعتبار سے بامعنی ہوتی ہیں۔ لفظ یا اِس سے نچلی سطح پر صوت رکن (syllables)، ہم وزن آوازیں (rhymes) اور آغازِ کلام (onset) شامل ہوتے ہیں۔ اقتدار حسین خاں کے نزدیک فونیمیات علم کی وہ شاخ ہے جس میں کسی زبان میں استعمال ہونے والی اہم اور تفاعلی آوازوں کا تعین کرتے ہیں۔ اِس میں ہم اُن اقدام اور تکنیک کا مطالعہ کرتے ہیں جو کسی زبان کی اہم آوازیں سمجھنے اور اُن کا تجزیہ کرنے میں معاون ہوتے ہیں۔[۲] نطقیات میں صوتیوں کے علاوہ آوازوں کی ایک دوسرے سے تبدیلی، صوت رکن کی ساخت، آواز کا اتار چڑھاؤ اور لہجہ وغیرہ جیسے موضوعات پر بھی بحث کی جاتی ہے۔ گیان چند جین کے خیال میں فونیم یا فونیمیات کا تعلق کسی مخصوص زبان یا بولی سے ہوتا ہے جب کہ صوتیاتی مطالعہ کسی مخصوص زبان کا بھی ہو سکتا ہے اور عام طور سے نطق انسان کا یا کئی زبانوں کا۔[۳] صوتیات چوں کہ اصوات کے مخارج اور اُن کی ادائیگی میں شامل اعضا کے مقام و حرکات کا خصوصی مطالعہ کرتی ہے، لہٰذا یہ آوازوں سے متعلق خام مال کو اکٹھا کرنے میں بھی اہم کردار ادا کرتی ہے۔ دوسری جانب فونیمیات دراصل اصوات کو اہلِ زبان کے لیے قابلِ فہم بنانے کی غرض سے اصوات کی مخصوص اکائیوں کو تشکیل دیتی ہے اور اُنھیں اکٹھا کرتی ہے۔ پھر دورانِ تکلم اصوات کی مختلف تبدیلیاں بھی اِس مطالعے کا اہم حصہ ہیں۔ یعنی کسی زبان کی تفاعی آوازوں کا بنیادی کام فونیمیات کے ذمے ہے۔ اِس ضمن میں کے۔ ایل۔ پائک (K.L. Pike) لکھتے ہیں:

> ''صوتیات خام مال جمع کرتا ہے۔ فونیمیات اُسے خاص انداز میں ڈھالتا ہے۔ عملی صوتیات صوتی آلات کی حرکات کے لحاظ سے آوازوں کو بیان کرنے کے لیے اور اُنھیں بیان کرنے والے فارمولوں کے لحاظ سے لکھنے کے لیے ایک تکنیک فراہم کرتا ہے،

جیسا کہ صوتی علامتیں۔ عملی فونیمیات، آواز کی متعلقہ اکائیوں کو دریافت کرنے اور اُنھیں اہلِ زبان کے لیے پڑھنے میں آسان علامتیں بنانے کی خاطر بے قاعدہ صوتی مواد کو مخصوص عمل سے گزارنے کے لیے تکنیک فراہم کرتی ہے۔ عملی صوتیات کا مقصد بہر حال زبان کو لکھنے کے لیے آسان بنانا ہے۔'' [۴]

مسلم یونیورسٹی، علی گڑھ کا اُردو زبان وادب کے فروغ میں نہایت اہم کردار رہا ہے۔ اِسی سلسلے کی ایک اہم کڑی ڈاکٹر اقتدار حسین خاں ہیں۔ اُنھوں نے وہاں شعبۂ لسانیات کے صدر کی حیثیت سے ۱۹۸۹ء تا ۱۹۹۲ء اور ۱۹۹۳ء تا ۱۹۹۸ء خدمات انجام دیں۔ اُن کی نمایاں اُردو لسانی تصانیف میں 'اُردو صرف و نحو' (۱۹۸۵ء)، 'لسانیات کے بنیادی اُصول' (۱۹۸۵ء) اور 'صوتیات اور فونیمیات' (۱۹۹۴ء) شامل ہیں۔ اِس کے علاوہ اُن کی انگریزی تصنیف Studies in Contrastive Analysis (1989) بھی اہمیت کی حامل ہے۔ اِس مقالے میں اُن کی تصنیف 'صوتیات اور فونیمیات' کو موضوع بنایا گیا ہے۔ اُن کی یہ کتاب ۱۹۹۴ء میں منظرِ عام پر آئی، جسے قومی کونسل برائے فروغِ اُردو زبان، نئی دہلی نے شائع کیا۔ آغاز میں مختصر مقدمہ درج ہے۔ اُن کے نزدیک اُردو میں لکھنے والے پیچیدہ اور اہم موضوعات کو نظر انداز کر دیتے ہیں۔ مثلاً فوق قطعاتی فونیم، امتیازی خصوصیات، بین الاقوامی صوتی تحریر وغیرہ۔ [۵] اپنی اِس کتاب کو اُنھوں نے آٹھ ابواب میں تقسیم کیا ہے۔ اِس کے نمایاں مباحث میں صوتیات کیا ہے، اعضاے تکلم یا اعضاے نطق، تکلمی اصوات کی درجہ بندی، فوق قطع خصوصیات، فونیمیات، فونیمی تجزیہ اور اُس کے اُصول، صوتی نظام اور نمونے، اور صوتیات اور فونیمی تحریر شامل ہیں۔ آخر میں اُردو، انگریزی اصطلاحات اور فہرست کتب درج ہے۔ یہ کتاب دراصل صوتیات اور فونیمیات سے متعلق بنیادی معلومات اور مسائل کا احاطہ کرتی ہے۔

اقتدار حسین خاں کے نزدیک صوتیات اور فونیمیات میں پانچ بنیادی اختلافات پائے جاتے ہیں:

۱۔ صوتیات میں ہم زبان میں استعمال ہونے والی آوازوں کے پیدا کرنے کے تلفظی طریقوں اور اُن کی درجہ بندی کے اصولوں کا مطالعہ کرتے ہیں۔ فونیمیات میں کسی زبان کی اہم آوازوں یعنی فونیم کو معلوم کرنے کے اصولوں کا مطالعہ کرتے ہیں۔

۲۔ صوتیات میں جن آوازوں کے بیان کرنے کے طریقوں کا جائزہ لیا جاتا ہے وہ کسی بھی زبان میں ہو سکتی ہیں۔ فونیمیات میں کسی خاص زبان کے فونیم ہی معلوم کرنے کا جائزہ لیا جاتا ہے۔

۳۔ صوتیات میں جن آوازوں کا جائزہ لیا جاتا ہے وہ نظریاتی طور سے لامحدود ہوتی ہیں۔ فونیمیات میں جن آوازوں کا مطالعہ کیا جاتا ہے وہ ہر زبان میں محدود ہوتی ہیں جو عام طور سے پندرہ سے پچاس کے بیچ میں ہوتی ہیں۔

۴۔ صوتیات میں وہی آوازیں شامل ہوتی ہیں جو واقعتاً ادا ہوتی ہیں، جب کہ فونیم میں کئی ملتی جلتی آوازوں کی نمائندگی ہوتی ہے۔

۵۔ صوتیات میں آوازیں جس طرح ادا ہوتی ہیں، اُن کو تحریر میں مربع قوسین میں دکھایا جاتا ہے۔ فونیم کی تفاعلی حیثیت ہوتی ہے اور اُس کو ترچھی قوسین میں دکھاتے ہیں۔ مثلاً اُردو میں لفظ بالٹی کو صوتیات کی رو سے [balti] اور فونیمیاتی رو سے /balti/ دکھایا جائے گا۔[۶]

جہاں تک 'صوتیات اور فونیمیات' کے انگریزی مصادر و منابع کا معاملہ ہے، تو اِس ضمن میں اقتدار حسین خاں نے اٹھائیس انگریزی کتابوں کی فہرست آخر میں پیش کی ہے۔ اُنھوں نے جن انگریزی مصنفین کے صوتیاتی و فونیمیاتی تصورات و نظریات سے استفادہ کیا، اُن میں ڈیوڈ ابیر کرومبی (David Abercrombie)، جان کِنی سن کیٹفورڈ (John Cunnison Catford)، نوم چامسکی (Noam Chomsky)، ڈینیل جونز (Daniel Jones)، راجر لاس (Roger Lass)، پیٹر لاڈیفوجڈ (Peter Ladefoged)، برٹل مامبرگ (Bertil Malmberg)، جوزف ڈیسمونڈ او کونر (Joseph Desmond O'Connor)، کینتھ لی پائک (Kenneth Lee Pike)، ایلن ہربرٹ سمر سٹائن (Allan Herbert Sommerstein) اور نکولائی سرجیوِک ٹروبرٹز کوائے (Nikolai Sergeyevich Trubetzkoy) شامل ہیں۔ میرے نزدیک ڈینیل جونز (Daniel Jones) اور کینتھ لی پائک (Kenneth Lee Pike) کی تصانیف کو اِس ضمن میں بنیادی اہمیت حاصل ہے۔ یہاں اُن کی دو دو تصانیف کا بطور 'صوتیات اور فونیمیات' کے انگریزی مصادر و منابع انتخاب کیا گیا ہے۔ یہاں ایک طرف اُن چاروں کتابوں کا مختصر تجزیہ اُن کے مصنف کی ذیل میں کیا گیا ہے اور دوسری جانب وہ تمام اشارے کیے گئے ہیں، جن سے یہ واضح ہو سکے کہ اُن کا انتخاب کن بنیادوں پر کیا گیا ہے۔

ڈینیل جونز (۱۸۸۱ء-۱۹۶۷ء) برطانوی ماہرِ صوتیات تھے، جنھوں نے یونیورسٹی آف پیرس سے پال پیسی (Paul Passy) کی نگرانی میں صوتیات کی اعلیٰ تعلیم حاصل کی۔ پال پیسی کا شمار بین الاقوامی صوتیاتی تنظیم (International Phonetic Association) کے بانیوں میں ہوتا ہے۔ ڈینیل جونز نے یونیورسٹی کالج، لندن سے اپنے تدریسی فرائض کا آغاز کیا۔ ۱۹۱۲ء میں اُنھوں نے وہاں شعبۂ صوتیات کی بنیاد رکھی، جس کے وہ

پہلے صدر تھے۔ ۱۹۲۱ء میں وہاں ایک چیئر قائم کی گئی، جس پر اُنھیں تعینات کیا گیا اور اپنی ریٹائرمنٹ ۱۹۴۹ء تک اُنھوں نے وہیں خدمات انجام دیں۔ ۱۹۰۶ء میں جونز بین الاقوامی صوتیاتی تنظیم (International Phonetic Association) سے ایک فعال رکن کی حیثیت سے منسلک ہوئے۔ ۱۹۰۷ء سے ۱۹۲۷ء تک وہ اِس کے اسسٹنٹ سیکریٹری رہے۔ پھر وہ ۱۹۲۷ء سے ۱۹۴۹ء تک اِس کے سیکریٹری رہے۔ بعدازاں ۱۹۵۰ء سے اپنی وفات ۱۹۶۷ء تک جونز اِس تنظیم کے صدر تعینات رہے۔ اُن کی اہم تصانیف درج ذیل ہیں:

The Pronunciation of English(1909)

An Outline of English Phonetics(1914)

English Pronouncing Dictionary(1917)

The Phoneme: its nature and use(1949)

یہاں اُن کی دو کتابوں An Outline of English Phonetics اور The Phoneme: its nature and use کا مختصر جائزہ 'صوتیات اور فونیمیات' کے انگریزی مصادر و منابع کے خصوصی تناظر میں پیش کیا گیا ہے۔ 'این آؤٹ لائن آف انگلش فونیٹکس' کی پہلی اشاعت ۱۹۱۴ء کو عمل میں آئی۔ یہاں اِس کتاب کے ۱۹۲۲ء والے ایڈیشن کو بنیاد بنایا گیا ہے۔ ڈینیل جونز نے اپنی اِس کتاب کو بائیس ابواب میں تقسیم کیا ہے۔ اِس کے نمایاں مباحث میں صوتیات اور صوتیاتی نقل، معیاری تلفظ، اعضاے تکلم، تجرباتی طریقہ، سانس اور آواز، آوازوں کی گروہ بندی، مصوتوں اور مصمتوں کی گروہ بندی، صوت رکن، سانس کے اخراج سے متعلق مصمتوں کا نظریہ، انفی مصمتے، نیم مصوتے، سامنے والے مصوتے، پیچھے والے مصوتے، مخلوط مصوتے، انفیائی عمل، قمی آوازیں، انجذاب، آوازوں کی طوالت، آوازوں کی شدت، آوازوں کا اتار چڑھاؤ اور کیمو گراف شامل ہیں۔ ابواب کے آخر میں A سے F تک چھے ضمائم بھی شامل ہیں۔ اِس کتاب کا تیسرا باب The Organs of Speech کے عنوان سے ہے، جس میں جونز نے اُن تمام اعضا پر روشنی ڈالی ہے، جو بولنے کے عمل میں حصہ لیتے ہیں۔ دوسری جانب اقتدار حسین خان کی 'صوتیات اور فونیمیات' کا دوسرا باب 'اعضاے تکلم یا اعضاے نطق' کے عنوان سے ہے اور اُنھوں نے بھی اِس باب میں وہی کام انجام دیا ہے، جو جونز نے اپنی کتاب کے تیسرے باب میں پیش کیا ہے۔ اِسی طرح جونز کی کتاب کا چوتھا باب Classification of Sounds کے عنوان سے ہے، جس میں اُنھوں نے مختلف آوازوں کو مصوتوں (Vowels)

اور مصمتوں (Consonants) میں تقسیم کرکے پیش کیا ہے۔ دوسری طرف یہی کام اقتدار حسین خاں نے اپنی کتاب کے تیسرے باب میں 'تکلمی اصوات کی درجہ بندی' کے عنوان سے پیش کیا ہے۔ 'صوتیات اور فونیمیات' میں پیش کردہ مواد کو سامنے رکھتے ہوئے یہ بات کہی جا سکتی ہے کہ اِس کو ترتیب دیتے وقت اقتدار حسین خاں کے پیشِ نظر ڈینیل جونز کی یہ کتاب 'این آؤٹ لائن آف انگلش فونیٹکس' لازمی طور پر رہی، جیسا کہ اُنھوں نے اپنی کتاب کے آخر میں پیش کردہ 'فہرست کتب' [۷] میں اِس کتاب کا اندراج کرکے اِس بات کا اعتراف بھی کیا ہے۔

صوتیات میں مصوتوں کی بات ہو تو اُن کے بیان کے لیے اگر پہلے سے معیار مقرر ہو تو اُن کے مقامِ تلفظ کا صحیح اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔ اِس حوالے سے اقتدار حسین خاں نے آٹھ معیاری مصوتوں کا ذکر کیا ہے، جو اُنھوں نے ڈینیل جونز (Daniel Jones) کے پیش کردہ صوتیاتی تصورات سے اخذ کرکے بیان کیے ہیں۔ اُن آٹھ معیاری مصوتوں کا تعلق کسی مخصوص زبان سے نہیں، بلکہ یہ فرض کیے گئے ہیں۔ کسی بھی زبان کے مصوتوں کا موازنہ اُن آٹھ میں سے کسی ایک کے ساتھ کر لیا جاتا ہے۔ یعنی اُنھیں کسی مصوتے کو بیان کرنے کے سلسلے میں بطور حوالہ استعمال کیا جاتا ہے۔

اِس ضمن میں اقتدار حسین خاں لکھتے ہیں:

> ''معیاری مصوتہ نمبر ۱ وہ مصوتہ ہے، جو سامنے کی طرف سب سے اونچا ہے اور جس کو پھیلے ہونٹوں سے بنایا جاتا ہے۔ اُس کو ہم 'سامنے کا پھیلا ہوا اونچا' کہتے ہیں۔ اور سامنے ہی کی طرف سب سے نیچا نمبر ۴ مصوتہ ہے، جسے ہم 'سامنے کا پھیلا ہوا نیچا' مصوتہ کہتے ہیں۔ اُن دونوں کے درمیانی فاصلہ کو برابر سے تقسیم کرکے دو اور معیاری مصوتے نمبر ۲ اور نمبر ۳ ہیں۔ اِسی طرح پیچھے چار معیاری مصوتے ہیں۔ کل آٹھ معیاری مصوتے ہو گئے۔'' [۸]

اِسی طرح ڈینیل جونز نے مصوتوں کی تقسیم اور گروہ بندی کے لیے ایک نقشہ بھی اپنی کتاب میں Fig.11. کے تحت دیا ہے، جس سے اقتدار حسین خاں نے معلومات اخذ کرکے اپنی کتاب میں درج کی ہیں۔ وہ نقشہ ذیل میں پیش کیا جاتا ہے: [۹]

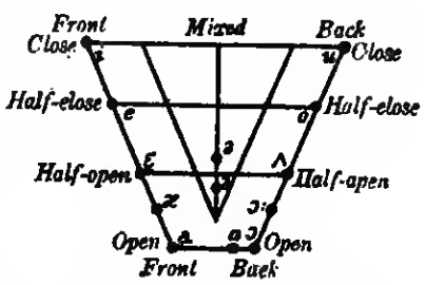

Fig. 11. The Classification of Vowels.

ڈینیل جونز کی جانب سے پیش کردہ مصوتوں کی گروہ بندی پر مبنی یہ ڈایا گرام دراصل اُن کی اِس سے قبل Fig. 9. کے تحت پیش کردہ مصوتی مثلث (The Vowel Triangle) [۱۰] کی توسیع ہے۔ مصوتی مثلث بنیادی طور پر مصوتی آوازوں کی منصوبہ بندی کی نمائندگی کرتی ہے۔ انگریزی میں سولہ مصوتی اصوات ہیں، جنھیں ایک مثلث کی مدد سے پیش کیا جاتا ہے۔ یہ مصوتی مثلث منہ میں مختلف جگہوں کی نمائندگی کرتی ہے، جہاں سے یہ اصوات نکلتی ہیں۔ یعنی یہاں زبان کے اُس حصے کی پوزیشن کے مطابق مصوتوں کو ظاہر کیا جاتا ہے، جو اُن کے بیان میں سب سے زیادہ نمایاں ہوتا ہے۔

اِس تحقیقی مقالے میں ڈینیل جونز کی دوسری کتاب 'دا فونیم: اِٹس نیچر اینڈ یوز' (The Phoneme: its nature and use) کو 'صوتیات اور فونیمیات' کے انگریزی ماخذ کے طور پر شامل کیا گیا ہے۔ یہ کتاب پہلی مرتبہ ۱۹۴۹ء میں شائع ہوئی، جو ڈینیل جونز کے نظریاتی رویوں کے اہم اور حتمی اظہاریوں پر مشتمل ہے۔ یہاں اِس کتاب کے پہلے ایڈیشن کو بنیاد بنایا گیا، جس میں صوتیہ (Phoneme) کی اصطلاح کی تاریخ اور معنی پر ضمیمہ شامل ہے۔ یہ کتاب فونیم کی نوعیت اور افعال کے بارے میں جونز کے نتائج کو تفصیل سے بیان کرتی ہے۔ ایسا کرتے ہوئے اُنھوں نے چالیس سے زائد زبانوں سے فونیم کی مثالیں بھی پیش کی ہیں۔ لندن یونیورسٹی کے سکول آف فونیٹکس نے زبانوں کی وسیع اقسام میں انتہائی گہری صوتیاتی تربیت پیش کی ہے۔ وہاں ڈینیل جونز اور اُن کے ساتھیوں نے غیر ملکیوں کو انگریزی تلفظ اور لہجہ سکھانے کے ساتھ ساتھ انگریزی بولنے والوں کو یورپ، افریقہ اور ایشیا کی بہت سی زبانوں کا تلفظ اور لہجہ سکھانے کے لیے بہت سے مفید متن بھی تیار کیے ہیں۔ اِس ضمن میں مواد کی فراہمی کے سلسلے میں ڈینیل جونز اور اُن کے

شاگردوں نے بنیادی کردار ادا کیا۔ کسی زبان کی صوتیات کی درست وضاحت پر اِس کا زور، تلفظ سکھانے کی بنیاد کے طور پر، امریکیوں کو غیر ملکی زبانیں سیکھانے اور غیر ملکیوں کو امریکی انگریزی سیکھانے کے زیادہ کامیاب پروگراموں میں قدر کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے۔

جونز نے صوتیات اور فونیم پر اپنے مشاہدات جمع کیے ہیں اور اُنھیں اپنی اِس کتاب میں وضاحت سے پیش کیا۔ اِس کتاب کو اُنھوں نے بتیس ابواب میں تقسیم کیا ہے۔ پہلے پانچ ابواب تعارفی نوعیت کے ہیں۔ چھٹے سے بیسویں باب میں قطعاًتی صوتیوں (Segmental Phonemes) اور تجزیاتی طریقوں پر بحث کی گئی ہے۔ پھر اکیسویں سے چھبیسویں باب میں فوق قطعاًتی صوتیوں (supra segmental Phonemes) کے حوالے سے بات کی گئی ہے۔ طوالت، زور اور لہجہ وغیرہ جیسے موضوعات پر اظہارِ خیال بھی یہیں ملتا ہے۔ آخری چھ ابواب میں ڈایا فون، بے ترتیب تلفظ، فونیم کے ذہنی اور فنی تصورات، فونیم کے عملی نظریے کا استعمال، صوتیاتی تحریر اور زبانوں کی تاریخ میں فونیم جیسے موضوعات شامل ہیں۔ آخر میں کتابیات، متن میں ذکر کردہ زبانوں کا اشاریہ اور موضوعاتی اشاریہ شامل ہے۔

اقتدار حسین خاں کے نزدیک فونیم آوازوں کا ایسا کنبہ یا درجہ ہے، جس کے رکن صوتی اعتبار سے ایک سے ہوتے ہیں اور جو آپس میں تکمیلی بٹوارے میں ہوں۔[۱] فونیم کی یہ تعریف کسی حد تک ڈینیل جونز کے پیش کردہ فونیم کے تصورات سے اخذ کردہ ہے۔ جونز کے خیال میں فونیم کسی زبان میں پائی جانے والی آوازوں کا ایک خاندان ہے، جو ایک دوسرے کے ساتھ تعلق رکھتی ہیں اور اِس طرح استعمال ہوتی ہیں کہ اُن میں سے کوئی ایک رکن یکساں صوتی سیاق کے ساتھ ایک سے زیادہ الفاظ میں شامل نہیں ہو سکتا۔[۲] یعنی کسی زبان کی آوازوں کے اِس خاندان، جسے فونیم کہتے ہیں، کا ہر رکن اپنی جداگانہ پہچان رکھتا ہے۔

کینتھ لی پائک (۱۹۱۲ء-۲۰۰۰ء) امریکی ماہرِ لسانیات تھے، جنھوں نے یونیورسٹی آف مشی گن سے ۱۹۴۲ء میں چارلس کارپینٹر فرائس (Charles Carpenter Fries) کی زیرِ نگرانی لسانیات میں ڈاکٹریٹ کی ڈگری حاصل کی۔ پائک ۱۹۴۲ء سے ۱۹۷۹ء تک Summer Institute of Linguistics کے صدر رہے۔ اُنھوں نے یونیورسٹی آف مشی گن سے اپنے تدریسی فرائض کا آغاز کیا، جہاں وہ تیس سال تک شعبۂ لسانیات

میں پروفیسر، صدر شعبہ اور ڈائریکٹر کی حیثیت سے تدریسی اور انتظامی فرائض انجام دیتے رہے۔ وہ لنگوسٹک سوسائٹی آف امریکا (Linguistic Society of America) کے علاوہ کئی اہم تنظیموں کے رکن بھی رہے۔ اُن کی اہم تصانیف درج ذیل ہیں:

Phonetics(1943)

Phonemics(1947)

Language in Relation to a unified theory of structure of human behavior(1954)

On Describing Languages(1975)

Tagmemics, Discourse and Verbal Art(1981)

یہاں اُن کی دو کتابوں Phonetics اور Phonemics کا مختصر جائزہ 'صوتیات اور فونیمیات' کے انگریزی مصادر و منابع کے خصوصی تناظر میں پیش کیا جائے گا۔ 'فونیٹکس' پہلی مرتبہ مشی گن سے ۱۹۴۳ء میں شائع ہوئی۔ یہ کتاب صوتیاتی نظریے کا تنقیدی جائزہ اور اصوات کے عملی اظہار کی مختلف تکنیک پر بحث کرتی ہے۔ پائک نے یہاں کئی غیر ہند یورپی زبانوں کی آوازوں کو نہ صرف بیان کیا ہے، بلکہ اُن کا عملی تجزیاتی مطالعہ بھی کیا ہے۔ اُنھوں نے اپنی اِس کتاب کو دو بنیادی حصوں میں تقسیم کیا ہے۔ پہلا حصہ 'صوتیاتی نظریہ: ایک تنقیدی جائزہ' کے عنوان سے ہے، جسے پائک نے پانچ ابواب میں تقسیم کیا ہے، جس کے نمایاں مباحث میں حاشیائی اصوات (Marginal Sounds)، غیر نطقی اصوات (Non speech Sounds)، اصوات کی اکائیاں، ساختیاتی افعال اور گروہ بندی کے اُصول (Classification Criteria) شامل ہیں۔ دوسرا حصہ 'صوتیاتی نظریہ: ایک تشکیلی نظام' کے عنوان سے ہے، جسے اُنھوں نے تین ابواب میں تقسیم کیا ہے۔ یہاں پائک نے مختلف میکانی طریقوں پر بحث کرتے ہوئے آخر میں نتائج اخذ کیے ہیں۔

اقتدار حسین خاں نے تکلمی اصوات کی درجہ بندی کے ضمن میں مصمتوں اور مصوتوں کے مابین اختلافات قائم کیے ہیں۔ ایسا کرتے ہوئے اُنھوں نے پائک کے Classification Criteria کے ضمن میں پیش کردہ مصوتوں اور مصمتوں کی اصوات کے حوالے سے پائے جانے والے تصورات سے استفادہ کیا ہے۔[۱۳] اقتدار حسین خاں نے مصوتوں اور مصمتوں کے مابین مندرجہ ذیل دو فرق بیان کیے ہیں:

۱۔ مصوتے ہمیشہ مسموع ہوتے ہیں، جب کہ مصمتے مسموع یا غیر مسموع دونوں طرح کے ہو سکتے ہیں۔ مسموع آوازیں صوت تانت کے تھرتھرانے سے بنتی ہیں اور غیر مسموع آوازوں میں صوت تانت تھرتھراتے نہیں۔

۲۔ مصوتوں کے بنانے میں ہوائی بہاؤ کو کوئی رکاوٹ یا (تنگ راستے کی وجہ سے) رگڑ نہیں ملتی، جب کہ مصمتوں میں اُن دو سے (رکاوٹ یا تنگ راستے سے ہو کر گزرنے سے رگڑ) ایک بات ضرور ہوتی ہے۔[۱۴]

جہاں تک پائک کی اِس ضمن میں دوسری کتاب 'فونیمکس' (Phonemics) کا تعلق ہے، تو یہ کتاب دراصل اُن کی پچھلی کتاب 'فونیٹکس' (Phonetics) کی نظر ثانی اور توسیع شدہ صورت ہے۔ پائک کے نزدیک یہ کتاب ہر سال یکے بعد دیگرے نظر ثانی سے گزرتی رہی اور اُسے تقریباً ایک ہزار طالب علموں کے ساتھ کلاس روم میں ٹیسٹ کیا گیا۔ اِس مواد کا مقصد طالب علموں کو مختلف زبانوں کو تحریر میں کم کرنے کے لیے ایک طریقہ کار فراہم کرنا تھا۔ اُنھیں ایسا معلوم ہوا کہ فونیمک تھیوری ایک اعلیٰ درجے کی حالت میں تھی لیکن کمرہ جماعت میں استعمال کے لیے مشقی مواد کی کمی کی وجہ سے ابتدائی افراد کے سامنے اُن تصورات کی اصل تدریسی پیش کش میں کمی محسوس ہوتی تھی۔ اِس ضرورت کو پورا کرنے کے لیے، کتاب کو اِس طرح ترتیب دیا گیا کہ تھیوری کی پیش کش کے ساتھ ساتھ اعداد و شمار بھی مہیا کیے گئے، جس میں اُن اصولوں کو بیان کیا جا سکتا تھا۔[۱۵] اِس کتاب کو بھی پائک نے دو حصوں میں تقسیم کیا ہے۔ پہلا حصہ صوتیاتی اکائیوں کی تشکیل اور اُن کا تجزیہ کے حوالے سے ہے، جسے اُنھوں نے تین ابواب میں تقسیم کیا ہے۔ یہاں وہ صوتیاتی علامتیت، اصوات کی اقسام کی تشکیل کے ضمن میں صویاتی مشقیں اور قرات کے لیے منتخب مواد پیش کرتے ہیں۔ دوسرا حصہ فونیمی اکائیوں کی وضاحت اور اُن کا تجزیہ کے حوالے سے ہے، جسے مزید تیرہ ابواب میں تقسیم کیا گیا ہے۔ یہاں اُنھوں نے عملی فونیمیات کی حدود کو واضح کیا ہے۔ ایسا کرتے ہوئے پائک نے صوتیات اور فونیمیات کا تعلق بھی واضح کیا ہے۔ اقتدار حسین خاں نے 'صوتیات اور فونیمیات' میں لسانیات کی اِن دونوں شاخوں کے مابین فرق بھی پیش کیا ہے۔[۱۶] ایسا کرتے ہوئے اُنھوں نے کئی نکات پائک کی اِس کتاب سے بھی اخذ کیے ہیں۔[۱۷] پھر اُنھوں نے تجزیاتی، توضیحی اور نقشہ کشی کے کئی طریقہ ہائے کار پیش کیے ہیں۔ آخر میں تین ضمائم بھی دیے گئے ہیں۔

بین الاقوامی صوتیاتی حروف تہجی (International Phonetic Alphabet)، حروف تہجی کا ایک ایسا سیٹ ہے، جو زبانوں کے تلفظ کو درست طریقے سے پیش کرنے کے لیے تیار کیا گیا۔ اِس کا بنیادی مقصد کسی

زبان میں موجود ہر مخصوص آواز کے لیے ایک منفرد علامت یا صوتی نشان فراہم کرنا تھا۔ یعنی ہر آواز یا فونیم، جو ایک لفظ کو دوسرے لفظ سے ممتاز کرتا ہے۔ یہ صوتیاتی تحریر کی سب سے نمایاں مثال ہے۔ IPA کا تصور سب سے پہلے اوٹو جیسپرسن (Otto Jespersen) نے ۱۸۸۸ء میں بین الاقوامی صوتیاتی تنظیم (International Phonetic Association)، جس کا قیام ۱۸۸۶ء کو عمل میں آیا، کے بنیاد گزار پال پیسی (Paul Passy) کو لکھے گئے خط میں پیش کیا تھا۔ اِس کا پہلا خاکہ اے۔ جے۔ ایلس (A.J. Ellis)، ہنری سویٹ (Henry Sweet)، ڈینیل جونز (Daniel Jones)، اور پال پیسی (Paul Passy) نے تیار کیا، جو پہلی بار ۱۸۸۸ء میں شائع ہوا، جس پر کئی مرتبہ نظرِ ثانی کی گئی۔ اِسے تشکیل دینے والوں کا مقصد زبان کی تقریری حالت کی نمائندگی کو معیاری بنانا تھا۔ اِس طرح ہر زبان میں استعمال ہونے والے متضاد روایتی املا کی وجہ سے پیدا ہونے والی الجھن کو دور کرنا تھا۔[۱۸] اِس کا ایک اور مقصد انفرادی تحریری نظام (Transcription System) کی موجودہ کشمکش کو ختم کرنا بھی تھا۔

اِس تحقیقی مقالے میں ایک امریکی اور ایک برطانوی ماہرِ صوتیات کی مختلف تحریروں کا انتخاب 'صوتیات اور فونیمیات' کے انگریزی مصادر و منابع کی حیثیت سے کیا گیا۔ ایسا کرنے سے جہاں جدید اُردو صوتیات اور فونیمیات پر انگریزی اثرات کی نشان دہی ممکن ہوئی، وہیں امریکی اور برطانوی تصوراتِ صوتیات اور فونیمیات کے مابین فرق کی جانب بھی اشارہ کیا گیا ہے۔ اقتدار حسین خاں کے خیال میں صوتی نشان یا علامتوں کے استعمال میں برطانوی اور امریکن ماہرین میں کافی فرق پایا جاتا ہے۔ ڈینیل جونز اور وارڈ برطانیہ میں اور کینین وغیرہ امریکا میں کافی حد تک آئی پی اے کی علامتوں کا استعمال کرتے ہیں۔ لیکن امریکا کے پائک، نائیڈا، اسمتھ وغیرہ نے اپنا الگ نظام قائم کیا ہے۔[۱۹] زبان کے فونیمی تجزیے کے لیے مختلف اُصول اپنائے جا سکتے ہیں، جن میں اُصولِ تضاد، اُصولِ تکملہ، اُصولِ یکسانیت، اُصولِ نمونہ اور اُصولِ کفایت نمایاں حیثیت کے حامل ہیں۔ مختلف ماہرین کے نزدیک فونیمی تجزیہ کرتے ہوئے جو فرق دکھائی دیتا ہے، وہ بنیادی طور پر مختلف تجزیاتی اُصول اپنانے کی بدولت نمایاں ہوتا ہے۔ اِسی وجہ سے مختلف ماہرین کے یہاں فونیمی نشانات میں فرق نظر آتا ہے اور یہی طرزِ عمل امریکی اور برطانوی ماہرین کے ہاں دکھائی دیتا ہے۔ اِس ضمن میں فونیمی تصورات اور صوتیاتی مواد سے متعلق پائے جانے والے اختلافات اہمیت کے حامل ہیں۔

اُردو کی جدید صوتیاتی روایت میں اقتدار حسین خاں کی کتاب 'صوتیات اور فونیمیات' کو نمایاں

مقام حاصل ہے۔ اُنھوں نے جدید صوتیاتی اور فونیمیاتی تصورات کو اُردو میں منتقل کیا ہے۔ ایسا کرتے ہوئے اُنھوں نے کئی انگریزی کتابوں سے استفادہ کیا، جس کی جانب اِس مقالے میں اشارے کیے گئے ہیں۔ وہ صوتیات اور فونیمیات کے تصورات کو نہ صرف علیحدہ علیحدہ توضیحی انداز سے پیش کرتے ہیں، بلکہ اُنھوں نے جدید لسانیات کی اِن دونوں شاخوں کے مابین تقابل بھی کیا ہے۔ اعضاے تکلم کی مختلف اشکال کی مدد سے وضاحت کی گئی ہے۔ مختلف صوتیاتی اور فونیمیاتی تصورات کی عمومی وضاحت کے ساتھ ساتھ اُردو میں اُن کے نمونے بھی پیش کیے ہیں۔ مختصر یہ کہ اُن کے پیش کردہ تصورات پر انگریزی کے گہرے اثرات ملتے ہیں۔ یہاں ایک بات کی جانب اشارہ ضروری ہے کہ اُنھوں نے متن ترتیب دیتے وقت تحقیق کے جدید اُصولوں کو نظر انداز کیا ہے، یعنی حوالوں سے کام نہیں لیا۔ البتہ آخر میں انگریزی کتابوں کی فہرست پیش کر دی ہے۔

حوالہ جات:

1. Edward Finnegan, *Language: Its Structure and Use* (Fort Worth: Hart Court Brace, 1999), 79.

۲۔ اقتدار حسین خاں، صوتیات اور فونیمیات (نئی دہلی: ترقی اُردو بیورو، ۱۹۹۴ء)، ۶۳۔

۳۔ گیان چند جین، عام لسانیات (نئی دہلی: قومی کونسل برائے فروغ اُردو زبان، ۱۹۸۵ء)، ۱۶۸۔

4. K. L. Pike, *Phonemics* (Ann Arbor, University of Michigan, 1947),57.

۵۔ اقتدار حسین خاں، صوتیات اور فونیمیات، viii۔

۶۔ ایضاً، ۷۰-۶۹۔ ۷۔ ایضاً، ۱۱۳۔ ۸۔ ایضاً، ۴۲۔

9. Daniel Jones, *An Outline of English Phonetics* (New York: G.E. Stechert & Company, 1922),17.

10. Ibid,16.

۱۱۔ اقتدار حسین خاں، صوتیات اور فونیمیات، ۶۵۔

12. Daniel Jones, *The Phoneme: Its Nature And Use* (Cambridge: W. Heffer & Sons Ltd, 1949),10.

۱۳۔ اقتدار حسین خاں، صوتیات اور فونیمیات، ۲۹۔

14. K. L. Pike,, *Phonetics* (Ann Arbor, University of Michigan, 1943),69.

15. Ibid, vii.

۱۶۔ اقتدار حسین خاں، صوتیات اور فونیمیات، ۷۰-۶۹۔

17. Pike, K. L, *Phonemics* (Ann Arbor, University of Michigan, 1947),57-66.

18. https://www.*britannica*.com/topic/International-Phonetic-Alphabet, dated: 27-03-2023.

۱۹۔ اقتدار حسین خاں، صوتیات اور فونیمیات، ۸۳۔